رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ... جلد ۱۱

دارالامان قادیان کا ہفتہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام باوجود بیماری و ضعف و نقاہت کے اپنے مذہبی کام میں برابر مصروف ہیں۔ آجکل آپ حقیقت الوحی کا ایک تتمہ استفتاء عربی زبان میں لکھ رہے ہیں مہم تو تکمیل کتاب لکھی جا چکی ہے اور مضمون بھی برابر آ رہا ہے باوجودیکہ آپ کو مدام دوران سر و کثرت پیشاب ... کی سخت خطرناک بیماریاں شامل حال رہتی ہیں تو بھی آپ تھوڑا سا افاقہ ہونے پر لکھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے آپ کو بیماری کا دورہ جلدی آ جاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ دماغی محنت سے بیماری کا دورہ جلدی رجوع کرے گا اور جس کا ہزار بار تجربہ بھی ہو چکا ہے مگر پھر بھی آپ کو اپنے وجود کا اتنا غم نہیں جتنا کہ آپ کو مخلوق اللہ کا غم ہے آپ مدام یہی چاہتے ہیں کہ دنیا کے لوگ غفلت سے بیدار ہو جاویں اور کوئی متنفس غفلت میں ہلاک نہ ہو جاوے۔ بخدا ہم نے آپ کے قول و دعوے کو آپ کے حال کے موافق موازنہ کیا اور صحیح پایا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

دل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق ... نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر اوشان است ... کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان محو آگاہم
بدیں شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم ... ازیں در لذتم کز درد مے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است ... ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچہ پند و نصیحت پا ... کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غم خلق خدا از زباں خوردن چہ کار است ایں ... گرش صد جاں بیار زیم ہنوز ش عذر می خواہم
چو شام پُر غبار و تیرہ حال عالمے بینم ... خدا بر روئے فرود آرد دعائے سحر گاہم

بیماری سے کچھ افاقہ ہونے پر آپ یا مضمون لکھنا شروع کر دیتے ہیں یا نماز کے لیے آ کر ہوتے۔ احباب کی خاطر دوسرے تیسرے روز آپ ہمراہ احباب باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں دو تین میل تک آپ چلے جاتے ہیں اس سے بیماری کا دورہ جلدی نہیں آتا اور نئے مہمان بھی آپ کے کلمات سننے سے فیضیاب ہو جاتے ہیں گھر میں بھی آپ مدام کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے لکھتے ہیں اور فرمایا کہ آپ نے اپنی تمام تصنیفات اس طرح کھڑے ہو کر لکھی ہیں۔ آپ کو یہ بیماریاں عین شباب سے لاحق ہیں جب آپ نے چالیس سال کی عمر میں تجدید دین کا دعوے بنیاد اسلام کا کیا تو آپ کو غم ہوا کہ مجھے خطرناک بیماریاں لاحق ہیں مبادا میں جس کام کے لیے بھیجا گیا ہوں وہ کامل نہ ہو اور میری موت پہلے آ جاوے تو آپ نے دعا کی جس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اطمینان دلایا کہ تجھے اسّی سال کے قریب عمر دی جاوے گی یا کچھ زیادہ اور تیرا وقت ضائع نہ ہوگا۔ اور تو اپنے کام کو پورا کر کے دنیا سے رخصت ہوگا۔ اللہم صل علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام ۔ مکذبو! تم پر افسوس کہ تم نے ایسے بزرگانہ کی تکذیب کی۔

نماز کسوف

امورخہ ۱۴ جنوری کو نو بجے کے بعد سورج گرہن ہوا حضرت حکیم الامۃ نے دو رکعت نماز کسوف پڑھائی۔ چونکہ اس موقعہ پر بہت تضرع و ابتہال و دراز نماز کا حکم ہے آپ نے لمبی قرأت پڑھی اور ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے۔ ایک ستارہ بھی دکھائی دیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر ایک خطبہ پڑھا جو انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

دیگر بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کیلئے راحت افزا ہے ۔

سوا لاکھ روپیہ جمع کرو

ہماری قوم کے ہر فرد کا ہر حال میں یہ غرض اور مقصد ہے کہ وہ اپنے نفس کی تکمیل اور اصلاح کے لئے ہر وقت ساعی رہے۔ اور اس امر کا بھی فرض ہے کہ وہ اصلاح قوم کے پہلو کو ہر وقت مدنظر رکھے۔ اصلاح نفس اور اصلاح قوم کا مفہوم دراصل لازم و ملزوم ہیں اور ایک میں دوسرا داخل ہے۔ اپنی ذاتی اصلاح بھی دراصل قوم کی اصلاح ہے اس لئے کہ ہر شخص قوم کا ایک فرد ہے اور قومی اصلاح بھی ذاتی اصلاح ہے کیونکہ قوم میں وہ داخل ہے۔ مگر اس وقت اس مضمون پر کچھ لکھنے کا ارادہ نہیں کرتا کہ اصلاح نفس اور اصلاح قوم سے کیا مراد ہے؟ بلکہ میری غرض اس وقت یہ ہے کہ میں قوم کو اس امر اہم کی طرف توجہ دلاؤں جو اسکے اصلاح قوم کے میدان میں نمایاں ہے اور وہ سال رواں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اجرا شدہ شاخوں کے

اخراجات

کا سوال ہے۔ جو لوگ سالانہ جلسہ پر آئے ہوئے تھے انھوں نے صدر انجمن احمدیہ کے گرامی قدر سکرٹری حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رپورٹ سے معلوم کیا ہوگا کہ ۱۹۰۷ء کے لئے ۸۶ ہزار سے زائد رقم لنگرخانہ کے علاوہ دوسری شاخوں کے اخراجات کیلئے درکار ہوگی **لنگرخانہ** کے متعلق کوئی بجٹ اس لئے پیش نہیں کیا گیا کہ اُس کا تعلق براہ راست اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ ہے اور باقی مدات اور شاخوں کا انصرام صدر انجمن احمدیہ کے متعلق ہے لیکن اسکے یہ معنے نہیں ہوسکتے کہ **لنگرخانہ** کی ضروریات کا علم قوم کو نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ میری اپنی رائے میں سب سے زیادہ فکر اسی شاخ کا ہونا چاہئے کیونکہ لنگرخانہ کے متعلق حضرت اقدسؑ کے افکار آپ کے اوقات گرامی میں زیادہ حارج ہوجاتے ہیں۔ اور بعض اوقات آپ کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ لنگرخانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور کسی صورت میں لنگرخانہ کا خرچ **تین ہزار** روپیہ ماہوار سے کم نہیں ہے اس لئے یہ رقم براہ راست ماہوار حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پہنچنی چاہئے۔ اس کے لئے مناسب انتظام یہی ہے کہ ضلع وار انجمنیں قائم ہوکر اپنے ضلع سے چندہ وصول کرکے پہنچائیں۔

جب تک تین ہزار روپیہ ماہوار کے لئے کافی انتظام قوم نہیں کرلیتی اُس وقت تک اسے سمجھنا چاہئے کہ وہ ایک بڑے **فرض** کے ادا کرنے سے ابھی قاصر ہے۔

اس ۳۶ ہزار کی رقم کے علاوہ وہ ۸۶ ہزار سے زائد کی رقم ہے جو مدرسہ میگزین۔ بہشتی مقبرہ وغیرہ کی شاخوں میں خرچ ہوگی اور اس میں سے ۳۰ ہزار کی وہ رقم ہے جو اس سال مدرسہ کی عمارت کے ایک حصہ پر خرچ ہونے والی ہے۔ مدرسہ کی ضروریات بھی اس کی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں اور میں **اپنی قوم** کو اس امر خاص میں **مبارکباد** دیتا ہوں کہ وہ برابر ۹ سال سے مدرسہ کو اپنے ذاتی اخراجات سے چلا رہی ہے۔

مدرسہ کی ضرورت اسکے فوائد اور نتائج پر کلام کرنے کی کوئی حاجت نہیں اسکے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے مقاصد کی تکمیل کا ایک ذریعہ آپ قرار دیا ہے اور اسکے وجود کے بقا کے لئے لنگرخانہ کے چندہ میں سے وضع کرکے دینے کی اجازت بھی ان لوگوں کو دی جو جداگانہ چندہ نہ دے سکتے تھے اسکے بعد میرے پاس اور کیسے الفاظ اس کی ضروریات پر قوم کو توجہ دلانے کے لئے زیادہ موثر اور کارگر ہوسکتے۔

ایسا ہی ممالک غیر میں اشاعت اسلام اور کسر صلیب کا کام جو حضرت حجۃ اللہ کی بعثت کی غرض اولیٰ ہے اس کی تکمیل میں ساعی ہونے کی ضرورت پر کسی بحث اور زمانہ کے عرفی الفاظ کی حاجت حقائق پسند قوم کے سامنے نہیں۔ بس یہ ضروریات تو مسلمہ ضروریات ہیں ہاں اتنا کہنا ضرور ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اکثر حصہ قوم کا ناواقف ہے کہ ممالک غیر میں ان کے میگزین نے کیا کام کیا ہے؟ میں مختصر الفاظ میں یہ کہونگا کہ میگزین کے ذریعہ

عیسویت کے محل کی بنیادیں ہل چکی ہیں

اور خود عیسائی مشنریوں کو اس کا تھامنا اور قائم رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں قوم کی متفق اور مجموعی قوت انسان **پرستی** کے اس قلعہ کو فتح کرکے **خداشناسی اور خداپرستی** کا [illegible] قائم کرنے کے لئے انشاءاللہ کافی ہوگی۔

یورپ اور امریکہ کے لوگ نیک کاموں میں جس ہمت اور فراخدلی سے اپنا روپیہ صرف کرنے کے عادی ہیں وہ بھی ہماری سمجھدار اور اخبار بین پبلک خوب جانتی ہے پس جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یورپ اور امریکہ کے زیرک اور فہیم انسانوں پر اس **حق** کو کھولدیا جسکی بہت جلد اُمید ہے تو پھر تمہارے چند پیسوں اور آنوں اور روپیوں کی حاجت ہی نہ ہوگی وہ خود ان شاخوں پر لاکھوں نثار کردینگے۔ مگر باوجودیکہ وہ لاکھوں اور کروڑوں نثار کریں گے لیکن انکے وہ لاکھوں اور کروڑوں تمہارے چند پیسوں اور آنوں کے برابر بھی قیمت نہ رکھینگے۔ کیونکہ ان لاکھوں اور کروڑوں کا بیج دراصل تمہارے ہی وہ پیسے ہونگے جو آج تم خرچ کروگے۔

اس لئے

ان **ضرورتوں** کی تکمیل کیلئے سعی کرو۔ یہ اخراجات ضروری اور اشد ضروری ہاں خداتعالیٰ اور اسکے **موعود** کے منشاء کی تکمیل کیلئے ضروری ہیں پھر سوچو کہ یہ رقم اس سال کے لئے کیونکر پوری کیجاوے۔ یعنے ۳۶ ہزار روپیہ تو صرف لنگرخانہ کے سالانہ مصارف کیلئے مطلوب ہے اور ۸۶ ہزار سے زیادہ مدرسہ۔ میگزین اور دوسری **مدات** کیلئے۔ اس میں **اخبارات** کی ضروریات کا بجٹ بھی شامل نہیں اسلئے کہ وہ شخصی ملکیت کے نیچے ہیں تاہم انکی **اہمیت** بجائے خود ظاہر ہے میرے اس مختصر نوٹ کا یہ منشا نہیں ہونا چاہئے کہ قوم کے معزز اور سمجھدار افراد اسکو پڑھ لیں اور بس نہیں بلکہ وہ لوگ جو قوم میں معزز اور سربرآوردہ ہیں اپنی ضلع تحصیل اور شہر میں اپنی جماعت پر ایک خاص اثر رکھتے ہیں وہ ایسی **عملی تجاویز** پیش کریں جو پہلی ہی ششماہی کے اندر یہ رقم جمع ہوجاوے اور کام کرنیوالی جماعت اطمینان کیساتھ اپنی کام میں لگجاوے میں خصوصیت سے چند دوستوں کے نام لے دیتا کہ وہ عملی تجاویز پیش کریں لیکن اس خیال سے کہ ہر شخص کچھ کہہ سکے میں اسے محدود نہیں کرتا مختلف صورتیں اس رقم کے جمع کرنے کی میرے ذہن میں آتی ہیں جن کو میں خود اگلی اشاعت میں **بزرگان ملت** سے مشورہ کرنے کے بعد عرض کردوں گا۔

میں اپنے معزز معاصرین بدر اور **میگزین** کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس ضرورت کا احساس قوم میں پیدا کرنے کے لئے قلم اٹھائیں اس لئے کہ کام کرنے والی جماعت میں خود اُن کا اپنا ہاتھ بھی ہے اور یہ فکر آخر ان کو بھی کرنا ہی پڑے گا اسی لئے یہ تحریک متواتر جاری رہے۔ آخر جو ہوگا وہ تو اللہ ہی کے فضل سے ہوگا لیکن سعی اور استقلال اور دعائیں اسکے فضل کو جذب کرتی ہیں۔

ختم کرنے سے پہلے میں اپنی مزعومہ تجاویز میں سے ایک اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی تقریب قریب ہے اور وہ **عید فنڈ** ہے اگر اس تقریب پر اس فنڈ کو باضابطہ جمع کیا جاوے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ مدرسہ کی عام **اغراض** کے لئے کافی سے زیادہ رقم جمع ہوسکتی ہے اس لئے سب احباب اس موقع پر بیش از پیش سعی کریں۔ خدا ان کا مددگار ہو (آمین)

پنج ارکان اسلام

جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو بعد نماز ظہر و عصر جامع مسجد میں کھڑے ہو کر فرمائی (ایڈیٹر)

جوش تبلیغ

اب صاحبو آرام سے سُن لو۔ اگرچہ میری طبیعت بیمار ہے اور مَیں اس لائق نہ تھا کہ کھڑا ہو کر ایک لمبی تقریر کرتا۔ تاہم مَیں نے خیال کیا کہ لوگ دور دور سے آئے ہیں تا کہ ہماری باتیں سُنیں ایسی صورت میں کچھ نہ کہنا معصیت میں داخل ہوگا لہذا باوجود حالت بیماری کے مَیں نے مناسب جانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت دی ہے مَیں اُس سے سب لوگوں کو اطلاع دوں۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت

مَیں کئی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ نہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم مُسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قیل و قال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے جب تک عملی حالات درست نہ ہو کچھ بھی نہیں بنتا۔ یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ اُن میں نری زبان درازی ہی رہ گئی تھی اور انھوں نے صرف زبان کی باتوں پر ہی کفایت کر لی تھی۔ زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوئے تھے یہی وجہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے اور اِن کو مختلف مصیبتوں میں ڈالا اور ذلیل کیا یہانتک کہ انہیں سؤر اور بندر بنایا۔ اب غور کا مقام ہے کیا وہ توریت کو نہیں مانتے تھے وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ماننے والے ہوں اور اُن کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ مَیں خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں۔ لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہونگی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی۔ جب تک انسان کامل ایمان نہ لائے۔ اور اس کا ایمان لانا یہی ہوگا کہ وہ عملی حالت میں اِن امور کو ظاہر کر دے اسوقت تک کوئی بات بنتی نہیں۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو اور درحقیقت دُنیا پر دین کو مقدم کر دے۔

یاد رکھو

مخلوق کو انسان دھوکا دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھکر کہ پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے یا اور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکا کھا سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ دھوکہ نہیں کھا سکتا اس لئے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہیئے۔ یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ اب یاد رکھنا چاہیئے کہ کلمہ* جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود۔ محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اِلٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدنظر رکھے۔ اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ

یعنے جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ لوگ دھوکا کھاتے ہیں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظاً کہدینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بے کار اور نکمے ہو جاتے اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھہرتی۔ نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مفہوم جو اسی میں رکھا گیا ہے وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا انسان فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جاتا ہے نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ جنت میں ہوتا ہے۔

یہ سچی بات ہے اور جلد سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی محبوب اور مقصود نہ رہے تو پھر کوئی دکھ یا تکلیف اسے ستا ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ مقام ہے جو ابدال اور قطبوں کو ملتا ہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم کب بتوں کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے۔ ہندو لوگ جن کو حقایق کی کوئی خبر نہیں اب بتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں۔

---

* فٹ نوٹ۔ کلمہ کی حقیقت پر حضرت حجۃ اللہ علے الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ فتح مسیح میں ایک لطیف نوٹ لکھا ہے وہ اس مقام کے حسب حال ہے اس لئے تکمیل مضمون کی خاطر مَیں اسے یہاں حاشیہ میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے:-

(۱) آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مقدس نبوی کی تعلیم یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو محض خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بیشک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائیگا۔ آسمان کے نیچے کسی کی خودکشی سے نجات نہیں ہرگز نہیں اور اس سے زیادہ کون پاگل ہوگا کہ ایسا خیال بھی کرے مگر خدا کو واحد لاشریک سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لیے اپنا رسول بھیجا جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ اس پر یقین کرنے سے روح کی

معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں کہ انسان پرستی یا بت پرستی تک ہو۔ اور یہی معبود ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہوائے نفس اور ہوس بھی معبود ہیں جو شخص نفس پرستی کرتا ہے یا اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کر رہا ہے اور اس کے لئے مر رہا ہے وہ بھی بت پرست اور مشرک ہے یہ لا نفی جنس ہی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا ہے خواہ وہ انفسی ہوں یا آفاقی۔ خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بت ہیں یا ظاہری بت ہیں مثلاً ایک شخص بالکل اسباب ہی پر توکل کرتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا بت ہے اس قسم کی بت پرستی تپ دق کی طرح ہوتی ہے جو اندر ہی اندر ہلاک کر دیتا ہے موٹی قسم کے بت تو جھٹ پٹ پہچانے جاتے ہیں اور ان سے مخلصی حاصل کرنا بھی سہل ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ لاکھوں ہزاروں انسان ان سے الگ ہو گئے اور ہو رہے ہیں یہ ملک جو ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا کیا سب مسلمان ان میں سے ہی نہیں ہوئے؟ پھر انہوں نے بت پرستی کو چھوڑا یا نہیں اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں جو اب بت پرستی نہیں کرتے لیکن یہاں تک ہی بت پرستی کا مفہوم ختم نہیں ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بت پرستی چھوڑ دی ہے مگر ابھی تو ہزاروں بت انسان بغل میں لئے پھرتا ہے اور وہ لوگ بھی جو فلسفی اور منطقی کہلاتے ہیں وہ بھی ان کو اندر سے نکال نہیں سکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نکل نہیں سکتے یہ

بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزارہا کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے اور بہت ہونگے جو فقیہ اور صوفی کہلاتے ہونگے مگر ان جذبات کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔ ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور ان کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں نفاق پڑتا ہے اور ہزارہا کشت و خون ہو جاتے ہیں ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزارہا ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں۔ ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اسقدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے اور اگر انہیں کہا جاوے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

یہ امر خوب سمجھ لو کہ میں جو اس مقام پر کھڑا ہوں میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں اور کوئی کہانی سنانے کے لئے نہیں کھڑا ہوں بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے پہنچا دینا ہے اس امر کی مجھے پروا نہیں کہ کوئی اسے سنتا ہے یا نہیں سنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اس کا جواب تم خود دو گے میں نے فرض ادا کرنا ہے میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک فارق عادت تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس میں بغض۔ کینہ۔ حسد۔ ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت۔ تکبر۔ خود پسندی۔ ریاکاری۔ کینہ و عداوت۔ حسد و بخل نفاق و بدعہدی وغیرہ کے دور ہو جاویں۔

جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت تک لا الٰہ الا اللہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں تو کل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ پکی بات ہے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور

تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ توحید لے لیتی ہے آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے جیسا تم دیکھتے ہو کہ نور کے آنے سے ظلمت قائم نہیں رہ سکتی ایسا ہی جب لا الٰہ الا اللہ کا نورانی پرتو دل پر پڑتا ہے تو نفسانی ظلمت کے جذبات کالمعدوم ہو جاتے ہیں گناہ کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گنہگار رکھا جاتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ کے معنے جو لغت عرب کے موارد استعمال سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ لا مطلوب لی ولا محبوب لی ولا معبود لی ولا مطاع لی الا اللہ یعنی بجز اللہ کے اور کوئی میرا مطلوب نہیں اور محبوب نہیں اور معبود نہیں اور مطاع نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ معنے گناہ کی حقیقت اور گناہ کی اصل منبع سے بالکل مخالف پڑے ہیں پس جو شخص ان معنی کو خلوص دل کے ساتھ اپنی جان میں جگہ دیگا تو بالضرورت مفہوم مخالف اس کے دل سے نکل جائیگا کیونکہ ضدین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں پس جب نفسانی جذبات نکل گئے تو یہی وہ حالت ہے جس کو سچی پاکیزگی اور حقیقی راستبازی کہتے ہیں اور خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لانا جو دوسرے جز کلمہ کا مفہوم ہے اس کی ضرورت یہ ہے کہ تا خدا کے کلام پر بھی ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ جو شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں خدا کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے فرمانوں پر ایمان بھی لاوے اور فرمان پر ایمان لانا بجز اس کے ممکن نہیں کہ اس پر ایمان لاوے جس کے ذریعہ سے دنیا میں فرمان آیا پس یہ حقیقت کلمہ کی ہے اور آپ کے یسوع صاحب نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی مدار نجات ٹھیرایا ہے کہ خدا پر اور اس کے بھیجے ہوئے یسوع پر ایمان لایا جائے مگر چونکہ آپ لوگ اندھے ہیں اس لئے جوش تعصب سے انجیل کی باتیں بھی آپ کو نظر نہیں آتیں؟

غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جبتک یہ مخفی معبود موجود ہوں ہرگز توقع نہ کرو کہ تم اس مقام کو حاصل کر سکو گے جو ایک سچے **موحد** کو ملتا ہے۔ جیسے جب تک چوہے زمین میں ہیں مت خیال کرو کہ طاعون سے محفوظ ہو۔ اسی طرح پر جب تک یہ چوہے اندر ہیں اس وقت تک ایمان خطرہ میں ہے جو کچھ مَیں کہتا ہوں اس کو خوب غور سے سُنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے قدم اُٹھاؤ۔ مَیں نہیں جانتا کہ اس مجمع میں جو لوگ موجود ہیں آیندہ ان میں سے کون ہوگا اور کون نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مَیں نے تکلیف اُٹھا کر اس وقت کچھ کہنا ضروری سمجھا ہے تا مَیں اپنا فرض ادا کر دوں۔

پس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا **معبود** اور **محبوب** اور **مقصود** ہو اور یہ مقام اسی وقت ملیگا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور ان کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔

نماز کی حقیقت

بعد اس کے سنو دوسرا امر نماز ہے جس کی پابندی کے لئے بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ اسی قرآن مجید نے ان **مصلیوں** پر لعنت کی ہے جو نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اپنے بھائیوں سے بخل کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ **نماز** اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے محفوظ کر دے۔ انسان **درد** اور **فرقت** میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا **قرب** اسے حاصل ہو جس سے وہ **اطمینان** اور **سکینت** اسے ملے جو نجات کا نتیجہ ہے مگر یہ بات اپنی کسی چالاکی یا خوبی سے نہیں مل سکتی جب تک خدا نہ بلاوے یہ جا نہیں سکتا جب تک وہ پاک نہ کرے یہ پاک نہیں ہو سکتا۔ بہتیرے لوگ اسپر گواہ ہیں کہ بارہا یہ جوش طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ فلاں گناہ دور ہو جاوے، جس میں وہ مبتلا ہیں لیکن ہزار کوشش کریں دور نہیں ہوتا باوجودیکہ نفس **لوامہ** ملامت کرتا ہے لیکن پھر بھی لغزش ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا ہاں یہ سچ ہے کہ اس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے۔

غرض وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی **معرفت** اور **قرب** سے دور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لئے **نماز** ہے اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اُس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں یہی سِرّ ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کر دیتی ہے یا نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔

پھر نماز کیا ہے؟

یہ ایک دعا ہے جس میں پورا **درد** اور **سوزش** ہو اسی لئے اس کا نام **صلوٰۃ** ہے کیونکہ **سوزش** اور **فرقت** اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بد ارادوں اور بُرے **جذبات** کو اندر سے دور کرے اور **پاک محبت** اس کی جگہ لینے فیض عام کے ماتحت پیدا کر دے۔

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے **الفاظ** اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ضروری ہے کہ ایک **سوزش** رقت اور سوز ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں **سنتا** جبتک دعا کرنیوالا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لئے دعا کی تھی مگر اُس کا اثر نہ ہوا۔ اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنی کرتے ہیں اور مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فایدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے۔ اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو۔ اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ **دعا** میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ **دعا** قبول ہوگی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے۔ خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی **حقیقت** سے ناواقف تھے اور اسپر توجہ نہیں کرتے تھے اسپر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہو گئے جنھوں نے نماز کی پابندیوں کو اڑا کر اس کی جگہ چند **وظیفے** اور **ورد** قرار دئے گئے۔ کوئی نوشاہی ہے کوئی چشتی ہے کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں۔ اور **شریعت** کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو **نماز** ایسی **نعمت** کے ہوتے ہوئے کسی اور **بدعت** کی ضرورت نہیں ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلا کو دیکھتے تو فوراً **نماز** میں کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہو گذرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ

نماز سے بڑھکر خدا کی طرف لیجانیوالی کوئی چیز نہیں

جب انسان **قیام** کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے پھر **رکوع** بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھکر ہے اور **سجدہ** ادب کا انتہائی مقام ہے جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈالدیتا ہے اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے افسوس ان نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو نماز کی **ترمیم** کرنا چاہتے ہیں اور **رکوع سجود** پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اُس **عالم** سے حصہ نہ رکھتا ہو جہاں سے نماز آئی ہے نماز ایسی چیز ہے جو **جامع حسنات** ہے اور **دافع سیئات** ہے مَیں نے پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کیا

ہے کہ نماز کے جو پانچ وقت مقرر کئے ہیں اس میں ایک حقیقت اور حکمت ہے نماز اس لئے ہے کہ جس عذاب شدید میں پڑنے والا مبتلا ہے وہ اس سے نجات پالیوے۔ اوقات نماز کے لئے لکھا ہے کہ وہ زوال کے وقت سے شروع ہوتی ہے یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان غنی ہوتا ہے تو وہ طاغی ہو جاتا ہے اور حدود اللہ سے نکل جاتا ہے لیکن جب اسکو کوئی دکھ اور درد پہنچے تو پھر بے نظر تا دیگر کی مدد چاہتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس جب اسپر ابتدائے مصیبت ہو تو اسی وقت سے گویا نماز شروع ہو جاتی ہے مثلاً ایک شخص پر غیر متوقع گورنمنٹ کی طرف سے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گیا کہ فلاں امر کے متعلق تم اپنا جواب دو۔ یہ پہلا مرحلہ ہے جو مصیبت کا آغاز ہوا اور اسکے امن و سکون میں زوال شروع ہو گیا یہ وقت ظہر کی نماز سے مشابہ ہے پھر بعد اس کے جب وہ عدالت میں حاضر ہوا۔ اور بیانات ہونے کے بعد اسپر فرد قرار داد جرم لگ گئی اور شہادت گذر گئی تو اس کی مصیبت اور کرب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ یہ گویا **عصر** کا وقت ہے۔ کیونکہ عصر کی نماز کا وہ وقت ہے جب سورج کی روشنی بہت ہی کم ہو جاوے یہ عصر کا وقت اسپر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کی عزت و توقیر بہت گھٹ گئی اور اب وہ مجرم قرار پا گیا۔ اسکے بعد **مغرب** کا وقت آتا ہے یہ وہ وقت ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت سے مشابہ ہے جب حاکم نے اپنا آخری حکم اسکے لئے سنا دیا اور عشاء کا وقت اس سے مشابہ ہے کہ جب وہ جیل میں چلا جاوے۔ اور پھر فجر کا وقت وہ ہے جب اس کی رہائی ہو جاوے۔ ان حالات کے ماتحت ایسے انسان کا درد و سوزش ہر آن بڑھتی جاویگی یہانتک کہ آخر اس کی سوزش و اضطراب اسکے لئے وہ وقت لے آوے کہ وہ نجات پا جاوے۔

اور یہ جو پہلے میں نے بیان کیا ہے۔ قیام۔ رکوع اور سجود کے متعلق اس میں انسانی **تضرع** کی ہیئت کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ پہلے قیام کرتا ہے جب اسپر ترقی کرتا ہے تو پھر رکوع کرتا ہے اور جب بالکل فنا ہو جاتا ہے تو پھر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

میں جو کچھ کہتا ہوں صرف تقلیداً اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ اپنے تجربہ سے کہتا ہوں بلکہ ہر کوئی اس کو اس طرح پر پڑھکر اور آزما کر دیکھ لے۔

اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ کہ جب کوئی دکھ یا مصیبت پیش آوے۔ تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو مصائب اور مشکلات ہوں ان کو کھول کھولکر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو۔ کیونکہ **یقیناً خدا ہے** اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے اسکے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہو سکے بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب انکو مشکلات پیش آتے ہیں تو **وکیل طبیب** یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔

مومن وہی ہے جو سب سے اول خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے۔

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہو اور رجوع نہ کرو تو اس سے اس کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں ہو سکتا اور وہ تمہاری کچھ بھی پروا نہیں رکھتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

قل ما یعبا بکم ربی لولا دعاؤکم

یعنی ان کو کہدو کہ میرا رب تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم سچے دل سے اس کی عبادت نہ کرو۔ جیسا کہ وہ رحیم و کریم ہے ویسا ہی وہ غنی بے نیاز بھی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ طاعون نے کیا کیا اور زلزلوں نے کیا دکھایا گھروں کے گھر اور شہروں کے شہر تباہ ہو گئے اور لاکھوں ہزاروں خاندان ہمیشہ کیلئے مٹ گئے مگر اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پروا۔ باوجود اسکے کہ وہ بہت ہی رحم کرنے والا ہے مگر بے نیاز بھی ہے نوح کے وقت۔ لوط کے وقت موسیٰ کے وقت کیا ہوا۔ کیا جو قومیں اور بستیاں اس وقت ہلاک ہوئیں وہ انسان نہ تھے؟ وہ بھی انسان تھے اور تم بھی انسان ہو لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ باز نہیں آتے اور حق کا انکار کرتے ہیں تو آخر خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہوا۔ اور آن کی آن میں انھیں مٹا دیا۔

مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو صرف اتنی ہی بات کہ ہم نے مان لیا ہے کافی نہیں ہے خدا تعالیٰ مجرد اقرار نہیں چاہتا وہ چاہتا ہے کہ جو اقرار تم نے کیا ہے اسے کر کے دکھا دو۔ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص بیعت میں داخل تھا پھر وہ طاعون سے کیوں مر گیا؟ میں کہتا ہوں میں اس کا ذمہ وار ہوں کہ وہ کیوں مر گیا؟ اپنے اندر کے طاعون سے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز **ظالم نہیں ہے وہ اپنے سچے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے اور ان میں اور ان کے غیروں میں فرق رکھ دیتا ہے۔**

مجھے ان لوگوں پر بہت ہی تعجب آتا ہے کہ جب انپر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہدیتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی ہوئی تھی ہم پر یہ مصیبت کیوں آئی؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے انپر ظلم نہیں کیا نری بیعت اور زبانی اقرار کیا بنا سکتا ہے جبتک دل صاف نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے سچا پیوند قائم نہ ہو۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچا لونگا لیکن جب ان کا بیٹا ہلاک ہونے لگا تو نوح علیہ السلام نے دعا کی اور اس امر کو پیش کیا۔ خدا تعالیٰ نے اسکا کیا جواب دیا یہی کہ **تو جاہل مت بن**۔ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے اعمال صالح نہیں ہیں۔ گویا وہ چھپا ہوا مرتد تھا۔ پھر جب انھیں اپنے ایسے بیٹے کے لئے دعا کرنے پر یہ جواب ملا تو اور کون ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ سے تو سچا تعلق پیدا نہیں کرتا اور اپنے اعمال اور حال میں اصلاح نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اسکے ساتھ وہ معاملہ ہو جو اسکے مخلص اور وفادار بندوں سے ہوتا ہے؟ یہ سخت نادانی اور غلطی ہے۔

مقام خوف

اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا۔ میں جانتا ہوں بہت سے لوگ ہیں جو چھپے ہوئے مرتد ہیں بہت سے ایسے ہیں جو باوجود اس کے کہ وہ **بیعت** میں داخل ہیں اور پھر مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں شخص نے مجھے کہا کہ جبتک تیرے گھر بیٹا نہ ہو وہ کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ کیا خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو بیٹے دوں۔ کسی کے گھر بیٹا ہو یا بیٹی مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں اور نہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں تو اس

آیا ہوں کہ تا لوگوں کے ایمان درست ہوں پس جو لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے ایمان درست ہوں اور خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق پیدا ہو ان کو میرے ساتھ تعلق رکھنا چاہیئے۔ خواہ بیٹے مریں یا جئیں۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

جو لوگ ایسے خطوط لکھتے ہیں یا اپنے دل میں ایسے خیالات رکھتے ہیں وہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ وہ مجھ پر نہیں خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ میرے پیچھے آنا ہے اور سچے مسلمان بننا ہے تو پہلے بیٹوں کو مار لو۔*

بابا فرید کا مقولہ بہت صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مرجاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کنذرہ (کتی کا بچہ) مرگیا ہے اس کو دفن کردو۔

بس کوئی شخص اللہ تعالیٰ کیساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کرسکتا جبتک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو اور باوجود مال کے دل میں مفلس و محتاج نہ ہو اور باوجود دوستوں کے بے یار و مددگار نہ ہو۔

یہ ایک مشکل مقام ہے جو انسان کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اسی مقام پر پہنچکر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔ یہ جو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ میں شرک نہیں بخشوں گا۔ اس کا مفہوم نادانوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ اس سے بت پرستی مراد ہے نہیں اتنی ہی بات نہیں بلکہ اس سے وہ سب محبوب مراد ہیں جو انسان اپنے لئے بنالیتا ہے۔ ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ جب انھیں ذرا بھی تکلیف یا مصیبت پہنچے یا کوئی اولاد مرجاوے تو فوراً خدا تعالیٰ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں اور شکوہ اور شکایت کرنے لگتے ہیں یہ سخت مشرک اور اپنی جان پر ظلم کرنیوالے ہیں پس تم ایسے مت بنو اور اس قسم کے خیالات کو دل سے نکال دو۔ اور اس کی ترکیب یہی ہے کہ نہایت خشوع اور خضوع کیساتھ اپنی نمازوں میں دعائیں کرو۔ اور اس کی توفیق چاہو۔

میں کھول کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری بیعت اسلئے کرتا ہے کہ تم سے بیٹا لے یا فلاں عہدہ لے یعنی شرطی باتوں پر بیعت کرتا ہے تو وہ آج نہیں کل نہیں ابھی الگ ہوجاوے اور چلا جاوے مجھے ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں اور نہ خدا کو ان کی پروا ہے یقیناً سمجھو اس دنیا کے بعد ایک اور جہان ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اسکے لئے تمھیں اپنے آپ کو طیار کرنا چاہیئے یہ دنیا اور اسکی شوکتیں یہاں ہی ختم ہوجاتی ہیں مگر اس کی نعمتوں اور خوشیوں کا بھی انتہا نہیں ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص ان سب باتوں سے الگ ہوکر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہی مومن ہے اور جب ایک شخص خدا کا ہوجاتا ہے تو پھر یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ اسے چھوڑ دے یہ مت سمجھو کہ خدا ظالم ہے جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے کچھ کھوتا ہے وہ اسے کہیں زیادہ پالیتا ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرلو۔ اور اولاد کی خواہش نہ کرو۔ تو یقیناً اور ضروری سمجھو کہ اولاد مل جاویگی۔

اور اگر مال کی خواہش نہ ہو تو وہ ضرور دیدیگا۔ تم دو کوششیں مت کرو۔ کیونکہ ایک وقت دو کوششیں نہیں ہوسکتی ہیں۔ ایک ہی کوشش کرو۔ جس سے سب کچھ ملجاوے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کی سعی کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اسلام کی اصل جڑ توحید ہے یعنے خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو۔ اور خدا اور اسکے رسولوں پر طعن کرنیوالا نہ ہو۔ خواہ کوئی بلا یا مصیبت اسپر آوے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یہ اٹھاوے مگر اسکے منہ سے شکایت نہ نکلے۔

بلا جو انسان پر آتی ہے وہ اس کے نفس کی وجہ سے آتی ہے خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے مگر دوسرے لوگ اسے بلا سمجھتے ہیں درحقیقت وہ بلا نہیں ہوتی وہ ایلام برنگ انعام ہوتا ہے اس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ جس کو دوسرے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ لیکن جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا اور انکی شامت اعمال انپر کوئی بلا لاتی ہے تو وہ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا

پس ہمیشہ ڈرتے رہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو تا ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے قطع تعلق کرنے والوں میں ہوجاؤ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے قائم کردہ جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے اسکو ایسی توفیق عطا کی۔ وہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک قوم کو فنا کرکے دوسری پیدا کرے۔ یہ زمانہ لوط اور نوح کے زمانہ سے ملتا ہے بجائے اسکے کہ کوئی شدید عذاب آتا اور دنیا کا خاتمہ کردیتا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اصلاح چاہی ہے اور اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

یہ بھی مت سمجھو کہ ہم خود ہی بدیوں سے باز آسکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عیسائی اور یہودی موجود تھے اور توریت اور انجیل بھی موجود تھی پھر تم خود ہی بتاؤ کہ کیا وہ لوگ فسق و فجور اور ہر قسم کے جرائم اور معاصی سے باز آگئے تھے؟ نہیں بلکہ باوجود ان کتابوں کے موجود ہونے کے بھی وہ حدود اللہ سے نکل گئے تھے۔ سنت اللہ یہی ہے کہ جب زمین فسق و فجور سے بھر جاتی ہے تو اسکے روکنے والی قوت آسمان سے آتی ہے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھیج دیتا ہے جسکے ذریعہ لوگوں کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ جو یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے وہ ہزار سال سے ویسے ہی ہی تھے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں داخل ہوگئے وہ فرشتے بن گئے۔

---

* فٹ نوٹ۔ یہ ایک لطیف اور اعلیٰ درجہ کا نکتہ ہے کہ جبتک انسان دنیا اور اس کی خواہشوں کو ترک نہ کرلے وہ میرے پیچھے نہیں آسکتا۔ یعنے مال اولاد یا اور دنیا کے اغراض و مقاصد کو اپنا معبود بناکر میرے پاس نہ آؤ۔ بلکہ اپنے اوپر فنا کلی طاری کرکے آؤ حضرت امام اپنی جماعت کو کامل بنانا چاہتے ہیں وہ دنیادار بنانا نہیں چاہتے بلکہ وہ کامل جن کے لئے فرماتے ہیں ؎

کاملان کز شوق دلبر مے روند۔ یاد و صد بارے گبک ترمے روند۔ ایں کمال آمد کہ با فرزند و زن۔ از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن۔ در جہان و باز بیرون از جہاں۔ بس ہمیں آمد نشانِ کاملان۔ کاملے گر زن بدارد صد ہزار۔ صد کنیزک صد ہزاراں کار و بار۔ بس گرانند در حضور او فتور۔ نیست آں کامل ز قربت ہست دور۔ کامل آں باشد کہ با فرزند و زن۔ با عیال و جملہ مشغولی تن۔ با تجارت با ہمہ بیع و شرا۔ یکزماں غافل نگردد از خدا۔

اگر انسان خود ہی کر سکتا تو بگڑتا ہی کیوں اور پھر نبیوں کی ضرورت ہی کیا تھی؟ خدا تعالیٰ کے مرسل اسی غرض کیلئے تو آیا کرتے ہیں اور ضرور آتے ہیں ہاں سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب خزاں کا وقت آ جاتا ہے تو درختوں کے پتے گر جاتے ہیں نہ پھل ہوتا ہے نہ پھول نہ خوشبو بلکہ خوشبو کی جگہ بدبو ہوتی ہے اور خوبصورتی کی بجائے بدصورتی ہوتی ہے لیکن پھر یکدفعہ جب بہار کا موسم آتا ہے تو پھر تدریجی طور پر سب کچھ بحال ہو جاتا ہے۔ یہی سلسلہ روحانی عالم میں ہے جب دیکھو کہ ایمان اور اعمال صالحہ میں خزاں کا دور شروع ہے اور ہر طرف پھل پھول اور پتے تک گر رہے ہیں تب سمجھو کہ بہار آئی۔ انبیاء علیہم السلام کا وقت بہار سے مشابہ ہے میں نے سب کتابیں دیکھی ہیں توریت اور انجیل کو خوب پڑھا ہے مگر میں حلفاً کہتا ہوں کہ جو ثبوت قرآن مجید نے دیا ہے ہرگز ہرگز کسی دوسری کتاب نے نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جسقدر قصے شریروں اور بدکاروں کے بیان کئے ہیں ساتھ ہی بیان کیا کہ یہ اس وقت موجود ہیں اس سے غرض کیا تھی؟ اصل غرض یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ جب ایک یا دو قسم کی بدیوں کے دور کرنے کے لئے رسولوں کا آنا ضروری تھا۔ پھر جہاں اسقدر بدیاں پھیل رہی ہوں۔ اور تمام شرارتیں جمع ہو گئی ہوں وہاں کیوں ضروری نہیں؟ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت حق تھی۔ اور عین ضرورت کے وقت تھی یہ اُن لوگوں پر حجت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں وہ سوچیں کہ جو بداعمالیاں کبھی کسی زمانہ میں پیدا ہوئیں اور پھر ان کے لئے رسول آیا تو پھر جب انکا مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو گیا۔ یہاں تک کہ کہنا پڑا کہ بحر و بر میں فساد پیدا ہو گیا۔ اس زمانہ میں ایسی ہوا چلی ہوئی تھی کہ سب بگڑ چکے تھے۔ آریہ ورت کے لئے پنڈت دیانند نے شہادت دی ہے کہ وہ بھی بگڑا ہوا تھا جگناتھ اور سومناتھ وغیرہ بت خانے اسی وقت کے ہیں گویا ایسی بڑی خزاں تھی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اور وہ وقت بالطبع چاہتا تھا کہ عظیم الشان مصلح پیدا ہو جو ان تمام فسادوں کی اصلاح کرے۔ چنانچہ اسوقت کے حسب حال آپ پیدا ہوئے یہ بڑا نشان ہے۔ پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ آپ نے آکر کیا کیا؟ اس وقت جو حالت ملک اور قوم بلکہ دنیا کی ہو رہی تھی اس کی تفصیل کی حاجت نہیں سب شہادت دیتے ہیں۔ اور خود قرآن مجید نے شہادت دی ہے وہ انہیں شائع ہوتا تھا اگر کوئی امر جو ان کے حالات کے متعلق اس میں بیان کیا گیا ہے خلاف واقعہ ہوتا تو وہ شور مچا دیتے کہ جھوٹ کہا ہے لیکن کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہت بڑی خزاں کا وقت تھا۔ اور اسی کے مقابل میں بہار بھی وہ آئی کہ اس کی نظیر نہ پہلے ملتی ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ اس لئے کہ آئندہ تو اسی بہار کا سماں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب کا زمانہ تھا۔ اور وہ بھی ایک بہار کا وقت تھا مگر اسی وقت جو ترقی یا تبدیلی ہوئی وہ اس سے ہی ظاہر ہے کہ آپ نے ۱۲ آدمی طیار کئے جو بارہ حواری مشہور ہیں ان میں سے ایک نے جو بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا تیس روپے لیکر گرفتار کرا دیا۔ اور دوسرے نے جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں تین مرتبہ لعنت کی اور باقی بھاگ گئے مگر اسکے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت طیار کی وہ صدق و اخلاص میں ایسی وفادار تھی کہ اس نے بھیڑ بکری کی طرح سر کٹوا دیئے۔ اس سے بڑھکر حیرت انگیز تبدیلی کیا ہوگی۔ وہ جو ہر قسم کے عیبوں اور معاصی میں مصروف رہنے والی قوم تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے نیچے آئے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ مخلصانہ پیوند کیا کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ ہی سے محبت کرتے تھے۔

یہ دو نشان ایسے زبردست ہیں کہ جو شخص تعصب سے خالی ہو کر ان پر تدبر کریگا اور ضرور کرنا چاہئے اس کو ایک دفعہ اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے۔

اب یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس کی حالت پر تفکر کرو کون کہہ سکتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کی اندرونی حالت میں تغیر نہیں ہوا۔ ان کی عملی اور اعتقادی حالت بگڑ گئی ہے انکی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی ہے جس پہلو سے دیکھو اور جس حیثیت سے نظر کرو اسے دیکھکر رونا آتا ہے بیرونی حالت دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی قابل افسوس ہے اسی ملک میں لاکھوں مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ وہ دین تھا کہ ایک بھی مرتد ہو جاتا تو قیامت آ جاتی مگر اب یہ حالت ہے کہ دو چار روپیہ کے لالچ میں آکر گرجا میں جاکر مرتد ہو جاتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں قرضہ لیکر دینے کا نام نہیں لیتے طرح طرح کے معاصی اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں اب کیا یہ حالت زمانہ ایسی تھی کہ خدا تعالیٰ چپ رہتا اور اسکی اصلاح کے لئے کسی کو نہ بھیجتا؟ اگر وہ چپ رہتا تو پھر عذاب آتا اور اس کو تباہ کر دیتا مگر نہیں اسنے اپنی رحمت سے ایک شخص کو بھیجدیا ہے جو تم ہی میں سے آیا ہے۔ اس کے آنے کی غرض یہی ہے کہ تا وہ فساد مٹا دیئے جاویں جو اسلام میں اور مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جنھوں نے انکو اس ذلیل حالت تک پہنچا دیا ہے۔

لیکن یاد رکھو اس کا آنا فضول ہو جاتا ہے اگر لوگ اسبات کو مضبوط نہ پکڑیں جو وہ لیکر آیا ہے۔ صرف اتنی بات پر خوش ہو جانا کہ ہم میں ایک رسول آیا ہے کافی نہیں غضب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا کیا وہ اسوقت زندہ نہ تھے یا موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اسرائیلیوں پر بعض عذاب آئے تو وہ ان کے ساتھ نہ تھے۔ اتنے پر خوش نہ ہو کہ ہمارے پاس خدا کا مرسل ہے جو شخص اس دھوکہ میں ہے قریب ہے کہ وہ ہلاک ہو جاوے خدا تعالیٰ کسی کی رعایت نہیں کرتا۔

یاد رکھو اسلام ایک موت ہے جبتک کوئی شخص نفسانی جذبات پر موت وارد کرکے نئی زندگی نہیں پاتا اور خدا ہی کے ساتھ بولتا۔ چلتا۔ پھرتا۔ سنتا۔ دیکھتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہوتا۔

دیکھو! یہ چھوٹی سی بات نہیں اور معمولی امر نہیں کہ اس نے ایک شخص کو بھیجا اور تمہیں آنے والے عذاب سے ڈرایا یہ اس کا بڑا بھاری فضل اور رحمت کا نشان ہے اسکو حقیر مت سمجھو اس کی قدر کرو۔

مجھے اس شہادت کو ادا کرنا پڑتا ہے جو میرے ذمہ ہے سنو!

مجھے دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان نازل ہونگے زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہونگی اس لئے میں تمہیں اس سے پہلے کہ خدا کا عذاب نازل ہو تمہیں اور ہر سننے والے کو متنبہ اور آگاہ کرتا ہوں کہ توبہ کرو ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کے لئے تبدیلی کر لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کا امیدوار ہو سکتا ہے لیکن جب عذاب نازل ہو گیا پھر توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔

اس وقت جو امن کی حالت ہے توبہ کرو۔ اور اصلاح کے لئے قدم بڑھاؤ۔ میری باتوں کو اس طرح مت سنو جس طرح پر لڑکے کہانیاں سنا کرتے ہیں سمجھو اور تبدیلیاں کرو۔

جب مصیبت آگئی پھر خواہ کوئی ہزار کہے کہ دعا کرو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ عذاب تو آچکا۔ ہاں اب وقت ہے۔ تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو؟ اسکا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔

انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا اس کی تعلیم اس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

روزہ کے متعلق

پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اسکے حالات کیا بیان کرے۔

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اسکا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئیے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔

اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے دوسری غذا انہیں ملجاوے۔

حج

ایسا ہی حج بھی ہے حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے

اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے سمجھنا چاہئیے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اسکے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پروا ہو نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو طیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نکرے اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے یہ ایک باریک نکتہ ہے جیسا بیت اللہ ہے ایک اس سے بھی اوپر ہے جب تک اسکا طواف* نکرو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔ اس کے طواف کرنیوالوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہئیے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں اسی طرح اسکا طواف کرنے والوں کو چاہئیے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہئیے۔ اور کوئی غرض باقی نہیں۔

زکوٰۃ

اسی طرح پر زکوٰۃ ہے بہت سے لوگ زکوٰۃ دیدیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکوٰۃ ہے اگر کتے کو ذبح کر دیا جاوے یا سؤر کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائیگا۔ زکوٰۃ تزکیہ سے نکلی ہے مال کو پاک کرو۔ اور پھر اس میں سے زکوٰۃ دو۔ جو اس میں سے دیتا ہے اسکا صدق قائم ہے لیکن جو حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اسکے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے اس قسم کی غلطیوں سے دست بردار ہونا چاہئیے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہئیے تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے یقیناً سمجھو کہ فخر کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا کوئی انفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھیراؤ اور اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ مال سے محبت نہ کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

یعنی تم بر تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جسکو تم عزیز رکھتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اسوہ بناؤ۔ اور دیکھو کہ وہ زمانہ تھا جب صحابہ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا نہ اولاد اور بیویوں کو بلکہ ہر ایک ان میں سے اسبات کا حریص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔ تم حلفاً بیان کرو کیا تمہارے اندر یہ بات ہے؟ جب ذرا سا بھی ابتلا آجاوے تو گھبرا جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی کی شکایت کرنے لگتے ہیں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ تمہارا اسوہ حسنہ وہی ہو جو صحابہ کا تھا

* فٹ نوٹ: اس نکتہ کو لکھتے ہوئے میرے دل میں یہ بات گذری کہ اس نکتہ معرفت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے فلیعبدوا رب ھذا البیت۔ یہ طواف جو حضرت حجۃ الاسلام نے فرمایا ایک ظہر ہے اور اس کا بطن وہ ہے جو آپ نے فرمایا کہ جب تک اس کا طواف نہ ہو کچھ چیز نہیں۔ ایڈیٹر

میرا کہنا تو صرف کہدینا ہے **توفیق** کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہے۔ اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو کہ تمھارے اعمال اور افعال میں اخلاص ہو ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لیکر بازار میں جاوے تو وہ فوراً پکڑا جاویگا اور آخر اُسے جیل میں جا کر اپنی جعل سازی کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ پس اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے حضور دھوکا نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے مگر وہاں نہیں ہوسکتا۔ جو چاہتا ہے کہ وہ خدا کا اور خدا اسکا ہو جاوے۔ ایسے چاہیئے کہ وہ **خدا تعالیٰ کی راہ** میں ننگا ہو جاوے یہ مت سمجھو کہ میں تمھیں اس امر سے منع کرتا ہوں کہ تم تجارت نہ کرو۔ یا زراعت اور نوکری یا دوسرے ذرائع معاش سے روکتا ہوں۔ ہرگز نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے

دل بیار دست بکار

تمہارا اسوہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی تجارت اور بیع و شرا انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔ ہزاروں لاکھوں کی تجارت میں بھی وہ خدا تعالیٰ سے ایک لحظہ کے لئے جدا نہیں ہوتے۔ اس لئے تمہارا فخر اور دستاویز ایسے اعمال ہونے چاہئیں جو حقیقی ایمان کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ بعض لوگ بیٹھے دیکھے ہیں جن کی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آجاتے ہیں یا آنے چاہئیں۔ وہ سارا زور اسی امر پر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلا ہے۔ جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں وہ یاد رکھیں اس امر سے **نجات** وابستہ نہیں ہے کبھی یہ سوال نہیں ہوگا کہ تجھے کتنے خواب آئے تھے؟ بیسیوں ایسے لوگ دیکھے ہیں جنھوں نے چوری میں سزا پائی اور جب سزا پا کر آئے اور ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ چوری کرنے گئے تھے خواب میں معلوم ہو گیا تھا کہ ایسا ہوگا۔ بڑے بڑے بدکار جو کنجر کہلاتے ہیں انھیں بھی سچی خواب آسکتی ہے یہاں ہمارے ہاں ایک چوہڑی تھی اس کو بھی خواب آجاتے تھے۔

پس تم اس ابتلا میں مت پھنسو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ۔ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک خاص تبدیلی پیدا کرو۔ انسان کو چاہیئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریف کے موافق میرے اپنے اعمال کو بنایا ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات ہے تو خواہ اسکو ہزاروں خواب آئیں سب بیہودہ اور بے فائدہ ہیں۔

قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ **حقوق اللہ اور حقوق العباد** کو پورا پورا ادا کرو۔ ان میں ریا۔ خیانت۔ شرارت باقی نہ ہو وہ خالصۃً للہ ہوں۔ پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اسکے ثمرات خود بخود حاصل ہونگے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہ بُری چیزیں ہیں یا بڑا طریق ہے نہیں نہیں اصل مطلب یہ ہے کہ بد استعمالی بُری ہے۔ بیمار کا فرض یہ ہے کہ وہ اول علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلیٰ کی سیر کے دو چار ورق سُنا دو۔ اسی طرح کشوف اور رؤیا روحانی سیر ہیں جب روحانی بیماریوں کا علاج ہو جاویگا۔ اور روحانی صحت درست ہو گی اُس وقت سیر بھی مفید ہو گی۔

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور خدا ہی کو دیکھتا اور اسی کو ہی سناتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اسکو سناتا ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے باوجودیکہ دو کان ہوتے ہیں مگر وہ حرص و ہوا حسد غصہ و کینہ وغیرہ ہر قسم کی طاقتوں کی باتیں سُنتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی بات کیونکر سُن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں نہ کسی کی سُنتے ہیں اور نہ کسی کو سناتے ہیں انھیں ہی خدا بھی اپنی سُناتا ہے اور انکی سنتا ہے اور وہی مبارک ہوتا ہے پس اس قوم میں داخل ہونا چاہیئے ہو تو ان کے نقش قدم پر چلو۔ جبتک یہ بات پیدا نہ ہو ایسی آوازوں اور خوابوں پر ناز نہ کرو۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حدیث میں اضغاث احلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو **حمل حقیقی** ہوتا ہے جب مدت مقررہ نو ماہ گذر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے ایک اسکے مقابل میں **حمل کاذب** ہوتا ہے بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجا کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کے علامات ظاہر ہوتے ہیں لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے جبتک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخ کنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا مگر دیکھو کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے؟

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بڑا نشان ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص خزاں کے وقت آتا ہے اور بہار ہو جاتی ہے وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہیں اور اس قسم کی شیخیاں مارنے والے ہوں ان کی مثال ایسی ہے جیسے مردار پر بیٹھے ہوں مگر جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے **حی و قیوم** خدا اسکے ساتھ ہے وہ خود زندہ ہے اسے زندہ کریگا۔ وہ اپنے وعدوں کو جو اس سے کئے ہیں سچا کر دکھائیگا۔

میری نصیحت بار بار یہی ہے کہ جہانتک ہوسکے اپنے نفسوں کا بار بار مطالعہ کرو۔ بدی کا چھوڑ دینا یہ بھی ایک نشان ہے اور خدا ہی سے چاہو کہ وہ تمھیں توفیق دے کیونکہ خلقکم وما تعملون قویٰ بھی اسنے ہی پیدا کئے ہیں۔

پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں بعض لوگ تھک جاتے ہیں میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دعائیں کرتے رہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مخنث سمجھتا ہوں۔ تھکنا نہیں چاہیئے۔

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر تیس چالیس برس بھی گذر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے ہی جاویں اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو ضائع نہیں کرتا۔ جب تضرع سے دعا کرتا ہے اور مصیبت میں مبتلا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ شخص بچایا جاوے اور وہ

بچایا جاتا ہے کیونکہ

ان اللہ یحب التوابین

یاد رکھو جو شخص مرا ہے اور ہلاک ہوا ہے وہ تھکنے سے مرا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا موت ہے ہر شخص جو خدا سے مانگتا ہے ضرور پاتا ہے مگر وہ آپ ہی بدظنی کرتا ہے تب حاصل نہیں ہوتا۔ (اسکے بعد آپ نے دیر تک جماعت کیلئے دعا کی) ایڈیٹر

سُنو سننے والو ہے سُننے کی بات

عید ضحیٰ آگئی اور بالکل قریب آپہنچی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال ...... تیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے مَیں نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہو جایا کرے تو مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہو سکتی ہے مگر ابھی تک اس پر پوری توجہ نہیں ہوئی۔ اب آپ غور کریں اور بیدار ہو کر پوری مستعدی سے کام کریں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش اپنا فرض سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کر کے اُن کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں۔ اِس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہو سکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہیے گا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور اِن کے انصرام کے لئے ہمت آمین!

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مینے شیخ محمد چٹو صاحب کی تحریر کو باصلہا شایع کر دیا ہے اور اب مَیں چاہتا ہوں کہ اسپر رائے زنی کروں۔ یہ تو ممکن نہیں کہ شیخ صاحب صافدلی سے اپنی غلطی کا اقرار کر لیں اسلئے کہ جو انداز بیان انھوں نے اختیار کیا ہے وہ سراسر متانت اور ثقاہت کے خلاف ہے اور اس لئے وہ لوگ جو اُن کے ذریعہ اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں میری تحریروں پر نوٹس نہ لینے دیں۔ پس شیخ صاحب کا فرض ہوگا کہ جس طرح پر مَیں نے پوری دیانت کے ساتھ اُن کی ساری تحریر کو شایع کر دیا ہے وہ میرے اس مضمون کو شایع کر کے اپنی ناظرین کو فایدہ اُٹھانے کا موقعہ دیں۔ مَیں پہلے اُن کے بیان پر جرح کروں گا۔ اور پھر صحیح واقعات پیش کروں گا۔ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں۔

قولہ میں ان کی ہمراہ بمعیت حکیم مولوی محمد یوسف صاحب سیاح و احمد دین صاحب جلد ساز، ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء کی رات کو وہاں پہنچے اور مرزا صاحب کی امت روزہ خور اور مرزا صاحب کو شیخ رو پان کھائے ہوئے اندر سے آتے دیکھا لوگوں نے مجھ کو سب سے آگے کر دیا مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔

اقول۔ یہ فقرہ اپنے حسن بیان کے لحاظ سے جس داد کے قابل ہے وہ ناظرین ضرور دیں۔ یہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ شیخ صاحب کی زبان بوجہ ان کے لکھے پڑھے نہ ہونے کے دوسروں کے مُنہ میں کام کیا کرتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے ایڈیٹر صاحب نے بلا قطع نظر اسکے کہ اس سے شیخ صاحب پر کیا اثر پڑے گا جو جی میں آیا لکھدیا۔

ناظرین! یہ فقرہ ہی شیخ صاحب کے دروغ بے فروغ کی صحیح دلیل ہے۔ اس لئے کہ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ شیخ صاحب رات ہی کو قادیان آئے اور رات ہی کو مرزا صاحب قبلہ کی زیارت بھی ہو گئی اور رات ہی کو آپ نے فرمایا چلو سیر کریں اور رات ہی کو شیخ صاحب نے مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور اور آپ کو پان کھاتے دیکھا! جسپر شیخ صاحب کو اعتراض ہے۔

مَیں نیکدل اور انصاف پسند پبلک سے انصاف چاہتا ہوں کہ کیا یہ واقعہ اس حیثیت سے **صحیح** ہو سکتا ہے؟ رات کو روزہ رکھنا چکڑالوی ملت میں درست ہو تو ہو ورنہ اسلام میں تو اس کا کوئی اثر نہیں ملتی

یقین دلاتا ہوں اور واقعات اسکے موید ہیں کہ رات ہی شیخ صاحب کو کوئی ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے کہ بٹالہ میں رات کی گاڑی دس بجے کے قریب پہنچتی ہے اور وہاں سے چلا ہوا مسافر ایک بجے رات کے قریب قادیان پہنچتا ہے اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ شیخ صاحب کے بیان میں کہاں تک **صداقت** ہے؟ اور اگر یہ عذر ہو کہ وہ صحیح طور پر اس کو ادا نہیں کر سکے غلط ہو گیا ہے تو پھر جو شخص باوجود اپنی زبان کو دوسروں کے قبضہ میں دینے کے اور اپنے خیالات اور دماغ کو دوسروں کے حوالہ کرنے کے ایک امر واقعہ کے اظہار میں ایسی فاش غلطی کھاتا ہے اس سے واقعات کے صحیح بیان کی کیا امید ہو سکتی ہے

قولہ۔ مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔ میں نے عذر کیا کہ میں **ضعیف عمر اور روزہ دار** ہوں آپ نے فوراً ایک حدیث پڑھی اور کہا کہ آپ کو روزہ رکھنے کا کس نے حکم دیا۔ میں نے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں آپ نے ہنس کر کہا میں بھی روزہ سے نہیں ہوں بلکہ جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ بھی روزہ دار نہیں ہیں

اقول۔ اس جگہ تو شیخ صاحب نے اول سے لیکر آخیر تک صریح جھوٹ بولا اور اس کے ساتھ ہی اپنی **قرآن دانی** اور اس کو ہی اپنا دستور العمل بنانے کے اصول کی حقیقت بھی کھول دی۔ ان فقروں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ قادیان میں **کوئی بھی روزہ دار نہ تھا** کیونکہ پہلے فقرہ میں وہ **مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور** کہہ چکے ہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کے کل مریدین جو اس وقت قادیان موجود تھے روزہ سے نہ تھے۔ اور اس فقرہ میں نہ صرف جھوٹ بولا بلکہ خود حضرت **اقدس**ؑ پر بے جا اتہام بھی لگایا کہ گویا آپ نے فرمایا کہ "جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ **بھی** روزہ دار نہیں ہیں" اس فقرہ کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ گویا کوئی بھی روزہ دار نہیں۔ ان معنوں کی تائید اس فقرہ کا لفظ **علاوہ** اور **بھی** کر رہے ہیں۔ اور یہ ایسا جھوٹ ہے جس پر مجھے شیخ صاحب کے مذاق پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا پڑتا ہے۔

شیخ صاحب اپنی نسبت سیر میں نہ جانے کی وجہ خود ظاہر کرتے ہیں کہ

میں ضعیف عمر اور روزہ دار ہوں

ناظرین اس مقام پر خصوصیت سے غور کریں یہ جاہل مجتہد جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سنت **صحیحہ** کو ترک کرتا ہے خود اپنے قول سے ملزم ٹھیرتا ہے۔ جو شخص معمولی سیر اور چہل قدمی میں چلنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اپنی ضعیفی کا مقر ہے کیا وہ بتا سکتا ہے کہ **قرآن مجید** میں ایسے **پیر فرتوت** کے لئے روزہ رکھنے کا کہاں حکم ہے؟ چونکہ شیخ صاحب اور اُن کے پیر و مرشد چکڑالوی کے نزدیک سنت **صحیحہ** اور **احادیث** معاذ اللہ لغو چیزیں ہیں اور اسلام کے ساتھ ان کا گویا تعلق نہیں اور صرف قرآن مجید ہی سے ہر بات کو تکلف اور خود رائی سے نکالنا وہ اپنی خوبی سمجھتے ہیں اس لئے اس سوال کا جواب دینا ان کا فرض ہونا چاہئے۔ اور جبکہ خود شیخ صاحب **ضعیف** ہیں اور پھر وہ **مسافر** بھی تھے تو ساتھ ہی قرآن مجید کی آیت سے یہ ثابت کرنا بھی اُن کا فرض ہوگا کہ فلاں مسافر روزہ رکھ لیا کرے اور فلاں نہ رکھا کرے کیا خدا تعالیٰ علیم و حکیم ہو کر جانتا نہ تھا کہ ایک زمانہ میں ریل جاری ہوگی پھر اس آیت

فمن کان منکم مریضًا او علٰی سفرٍ فعدۃ من ایام اخر

میں کیوں **مرض** اور **سفر** کی تصریح نہ فرمائی؟ علاوہ اسکے شیخ صاحب کو اپنی رائے سے حاشیہ چڑھانے کا حق کہاں سے پیدا ہوا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل (سنت) اور آپ کے ارشاد عالی (حدیث صحیح) کو تو آپ مانتے نہیں پھر خدا کے لئے انصاف کر کے کہو کہ اپنی رائے اور مرضی سے تفسیر کرنے کی کیوں سعی کی؟ یہاں تو صرف **مرض** اور **سفر** کی قید بیان کی ہے کوئی استثنا یہاں موجود نہیں پھر اُنھوں نے باوجود اپنے ضعف کے اقرار کے اور ایسا ضعف کہ چند قدم چلنا بھی دوبھر اور دشوار ہو گیا روزہ رکھنے کی مشقت کیوں گوارا کی۔

یہ تو خوب قرآن فہمی اور عمل بالقرآن ہے کہ وہ کچھ حکم دیتا ہے اور شیخ صاحب خود کچھ کرتے ہیں اور اس پر طرہ یہ دوسروں پر اعتراض!

پھر شیخ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے فوراً ایک **حدیث پڑھی**۔ جس کے جواب میں شیخ صاحب نے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں اس لئے گویا روزہ رکھ لیا ہے۔ اس **واقعہ** کے **محض جھوٹ** ہونے کی دلیل خود شیخ صاحب کا یہی فقرہ ہے اس لئے کہ حدیث سے یہ لوگ ایسے بھاگتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان۔ پھر اس مقام پر یہ جواب تو نہیں ہو سکتا تھا کہ حالت اضطرار کوئی نہیں بلکہ **صاف کہا جاتا کہ ہم حدیث کو نہیں مانتے قرآن پیش کرو**۔

چونکہ شیخ صاحب خود مقر ہیں کہ اُنھوں نے ایسا نہیں کہا اس لئے نتیجہ صاف ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہی نہیں اور میں نے چونکہ کل کارروائی کو قلمبند کیا ہے اور شیخ صاحب نے نہیں کیا اور ان کے حافظہ اور انداز بیان کی غلطی پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں اس لئے میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ صاف طور پر کہدوں کہ یہ سراسر خود تراشیدہ واقعہ ہے۔ نہ حضرت نے کوئی حدیث پیش کی اور نہ یہ جواب دیا یہ سچ ہے کہ روزہ کے متعلق حضرت اقدسؑ نے ضمناً ذکر فرمایا۔ اور اس وقت قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت ہی سے استشہاد فرمایا یہ بھی سچ ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کی تائید احادیث صحیحہ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہوتی ہے اور اکابران امت نے اسپر متواتر عمل فرمایا ہے۔ لیکن اس موقعہ ملاقات کی کیفیت جو چکڑالوی کے خلیفہ اول نے لکھی ہے وہ خود تراشیدہ ہے۔

اس کے بعد شیخ صاحب نے اپنی راستبازی اور دیانتداری اور ثقاہت اور متانت کا کمال دکھایا ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں۔

قولہ۔ یہ کہکر سیر کو روانہ ہوگئے اب جو **دیکھا** تو مرزا صاحب ڈاک کے **انجن** سے بھی شاید تیز رفتار تھے کہ انکی امت پیچھے پیچھے بھاگتی ہوئی جا رہی تھی بلکہ اکثر ہمراہی تک نہ کر سکے جو اُن کی بیماری کا پورا پورا ثبوت تھا۔

اقول۔ ناظرین اوپر پڑھ آئے ہیں کہ شیخ صاحب نے اپنے **ضعیف العمر** ہونے کی وجہ سے سیر کو جانے سے انکار کیا ہے۔ اور فی الحقیقت وہ ساتھ نہیں گئے۔ اب سیر کے واقعہ کو بیان کرنا باوجودیکہ اسے دیکھا نہیں آپ خود

سمجھ لیں کہ یہ چکڑالوی راستبازی کا کمال ہے یا نہیں؟ ازروہ پیرزنوئت جو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہو۔ اس کے لئے کہاں تک مناسب ہے کہ وہ ایسی جرأت کرے کہ ایک واقعہ کو بیان کرے جسکو دیکھا ہی نہیں اور بیان بھی بطور گواہ رویت کرے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں **اب جو دیکھا**

کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ کیوں صاحب قرآن مجید میں آیا ہے لعنة اللہ علی الکاذبین پھر آپ یہ دیدہ دانستہ جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔

شیخ صاحب خدا کے لئے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر بتائیے کہ کیا آپ نے حضرت اقدس کو **ڈاک کے انجن سے تیز رفتار جاتے دیکھا**؟ ڈاک کے انجن کی رفتار ۱۵ میل فی گھنٹہ ہے اور یہ آپ کے بیان کے موافق ضرور ۲۰ میل فی گھنٹہ ہونی چاہیئے۔ اب بتائیے کہ حضرت اقدس قادیان سے کتنی دور سیر کرکے آتے اور کس قدر عرصہ میں کر کے آتے؟ اگر یہ بیان بطور مبالغہ کے ہے تو آپ اب خود اپنے لئے کوئی نام تجویز کریں کہ ایسا مبالغہ جو کہ صریح جھوٹ ہو اور آپ جیسے بڈھے کی شان ثقاہت سے بعید۔

مَیں اس امر کو بطور **فخر** اور **نشان** کے ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے **دم قدم** میں خاص **برکت** اور **رحمت** رکھی ہے دست و پا بریدہ بات شکستہ ہونا چکڑالوی اور اس کے خلیفہ اوّل شیخ محمد چٹو کو **مبارک** ہو۔ خدا کے مامور ومرسل کو بطور فضل یہ رحمت کا نشان دیا گیا ہے۔

ترکت الرحمہ علی ثلث۔ الغین وعلی الاشرین

ہمارے **امام** کا تیز رفتار ہونا آپ کے قویٰ کی سلامتی اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کا بیّن ثبوت ہے مگر

حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم بیدار نیست

یہ تو اعتراض کا مقام نہ تھا۔ اس نشان کے اظہار کے بعد مَیں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس کی سیر کی غرض کیا ہے؟ یہ سیر کسی فارغ البال اور بے فکر انسان کی سیر نہیں بلکہ ہر وقت **اُمت احمدیہ** کی حالت پر متفکر رہنے والے انسان کا ایک حیئہ ہدایت ہے سیر کے لئے آپ کیوں نکلتے ہیں؟ اسکے دو بڑے اغراض ہیں ایک تو یہ کہ آپ کو دوران سر اور **دل** کی بیماری کی شکایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق ضروری تھی جس کے لئے چلنا پھرنا مفید۔ اس غرض سے آپ نکلتے ہیں یہاں تک کہ ناظرین یہ سُنکر حیران ہونگے کہ آپ گھر میں جب کوئی تصنیف کرتے ہیں تو وہ بھی پھر کر اور ٹہل کر لکھتے ہیں ٹہل کر پڑھ تو ہر کوئی سکتا ہے مگر لکھنے کا عادی خدا کا **جری** ہے اور دوسری غرض سیر کی یہ ہے کہ جو احباب باہر سے آئے ہوں اُن کو ملاقات کا موقع کامل مل جاوے اور آپ کو تبلیغ اور ہدایت خلق کے لئے ایک وقت میسّر آوے۔ چنانچہ آپ کی سیر کے حالات علی العموم شائع ہو جاتے ہیں اور ناظرین خوب جانتے ہیں کہ اس وقت کیا تذکرے ہوتے ہیں۔

پس آپ کی یہ سیر نہایت **مفید** اور **مبارک** ہوتی ہے۔

شیخ صاحب کو اس اعتراض کا جواب ختم کرتے ہوئے مَیں ایک آیت سُنانی ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا

اس آیت پر اگر شیخ صاحب عمل کر لیتے تو اُنھیں ایسا فضول اور سراسر جھوٹ مبالغہ کرنا یا تاجوان مرد کے لئے اس طرح پر شرمندگی اور رسوائی کا موجب ہوتا۔ اس آیت میں علم کے تین مرکز۔ سمع۔ بصر اور فؤاد کو قابل سوال قرار دیکر بتایا ہے کہ کس قدر احتیاط مومن کو کرنی چاہیئے مگر شیخ صاحب شاید اپنے آپ کو

لکی لا یعلم بعد علم شیئاً

کے ماتحت معذور سمجھتے ہوں اور اگر یہ بات ہے تو پھر ان واقعات پر قلم اُٹھانے کی کیوں جرأت کی؟ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ان کے **سیلح** کا مناظرہ اور مباہلہ درج کر دیا جاویگا جس سے پوری حقیقت الم نشرح ہو جائے گی۔

ایڈیٹر

ضروری اطلاع

بارہا اس امر کا اعلان کیا جا چکا ہے کہ خریداران خط وکتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا یا دستی لکھا ہوا ہوتا ہے فوراً درج کر دیا کریں۔ لیکن اس طرف تا حال پوری توجہ نہیں کی۔ جس سے بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔ چنانچہ آج ایک خط لاہور سے پہنچا ہے۔ اسپر کوئی نمبر خریداری نہیں ہے۔ ہر چند تلاش کیا گیا ہے لیکن کوئی پتہ اس کا نہیں چلتا۔ پس آیندہ احتیاط کی جاوے۔ کہ خط وکتابت کرتے وقت خریدار ضرور نمبر خریداری لکھ دیا کریں۔

منیجر الحکم

ضروری اطلاع

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول کی قیمت عمر ہونے کے باعث کم حیثیت والے لوگوں نے اس سے بہت ہی کم فایدہ اُٹھایا ہے۔ اس لئے اب ہر مضمون کا الگ الگ ٹریکٹ بنا دیا گیا ہے۔ جو ہر ایک ۲ر-۳ر-۴ر-۵ر-۶ر پر مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتا ہے۔ مسئلہ نیوگ وید منتروں پر لال بجھکڑی اور تردید خدمات مادہ وغیرہ قابل دید ہیں۔

المشتہر

عبد العزیز المعروف جگدمبا پرشاد معرفت اخبار ستیا پدیش لاہور

ایک تعزیت کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ للہ ما اخذ ولہ ما اعطےٰ وکل شئ عندہ الیٰ اجل مسمّی۔ کیا معنے ہم بھی سارے اللہ تعالیٰ کا ہی مال ہیں جیسے وہ بچہ جو مرگیا اللہ تعالیٰ کا مال تھا اور ہم بھی سارے اُسی کی طرف چلے جاویں گے جیسے وہ بچہ جو مرگیا اللہ تعالیٰ کی طرف چلا گیا۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے لے وہ بھی اُسی کا مال ہے اور جو چیز وہ دیدے وہ بھی اُسی کا مال ہے۔ اُس کے پاس ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے وقت مقررہ سے کچھ بھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ چونکہ آپ مالگذار اور مالگذار قوم سے ہیں اس لئے میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں آپ غور فرماویں* بعض کھیت نیم پختہ۔ جیسے بھوٹے باجرے کی چھلیاں یا آم خام اچار مربہ کے لئے۔ اور بعض کو پکنے تک چھوڑ دیتے ہیں کیا یہ سارا کام عبث ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر ایک واقعہ کے لئے آپ کے دل میں کوئی وجہ اور حکمت ضرور ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ حکیم ہے۔ جو مومن اللہ تعالیٰ کے ہر ایک فعل کو حکمت پر مبنی سمجھ کر صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو اپنے انعامات میں سے بڑے بڑے انعامات دینے کا وعدہ فرماتا ہے جیسے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پ۲ ہم تمکو اے مومنو انعام دینا چاہتے ہیں (جب تمہارا صبر ظاہر ہو جاوے) کچھ تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ۔ اور ایسے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے انا للہ وانا الیہ راجعون ان کے دل اور زبان سے نکلتا ہے کہ انپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترقی درجات و رحمت نازل ہوتی ہے اور آئندہ ایمانی ترقی اور کامیابیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے بطور نمونہ دیکھو کہ صفا اور مروہ بھی اللہ تعالیٰ کے ان انعامات میں سے ہیں جن کا وہ صابرین کو وعدہ دیتا ہے ایک نشان ہے جو حضرت ہاجرہ کے صبر کا نتیجہ ہے۔ پھر فرمایا ان اللہ مع الصابرین پ۲ اللہ تعالیٰ مومن صابر کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر ایک تحصیلدار کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو وہ اپنے آپ کو تمام تحصیل کے لوگوں سے زیادہ کامیاب سمجھتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو اُس کی کامیابیوں کا بھی کوئی اندازہ کرسکتا ہے؟ غرض صبر کے متعلق آیات اس قدر ہیں کہ اس خط میں ان کی گنجائش نہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی مومن کا پیارا دنیا سے لے لوں اور وہ صبر کرے بہ نیت ثواب تو اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کوئی نہیں اور فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کو کوئی خوبی پہنچانا چاہتا ہے اس کو کوئی مصیبت دیدیتا ہے اس کی مثال دنیوی طور پر یہ ہے کہ بعض امراض سوائے چیرنے پھاڑنے عضو کاٹنے داغ دینے یا کم سے کم کڑوی دوائی دینے کے اچھے نہیں ہوسکتے تو ڈاکٹر اس مرض کی وہی تدبیر کرتا ہے۔ اسی طرح انسان کے بعض روحانی امراض کا علاج بھی اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو بڑا حکیم ہے۔ بعض وقت مصیبت کسی گناہ کے سزا سے آجاتی ہے۔ جیسے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر پ۲۵ یعنے جو کچھ تم کو مصیبت آتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا ہی نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک گناہ کی سزا نہیں دیا کرتا ہے۔ اور مومن صابر کے گناہ مصیبت آنے سے ایسے گر جاتے ہیں۔ جیسے موسم خزاں میں درختوں سے پتے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے سونا گلانے کے بعد بھٹی سے نکلے۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ بچہ بڑا بدکار ہونے والا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اس بچہ پر رحم فرما کر اس کے ارتکاب معاصی سے پہلے ہی اسکو اس جہان سے رخصت کر دیتا ہے کہ وہ ارحم الراحمین ہے تاکہ وہ دائمی عذاب سے بچ جاوے بعض دفعہ علم الٰہی میں ہوتا ہے کہ اس بچہ کے سبب اس کے والدین کے ایمان کو نقصان پہنچیگا تو اللہ تعالیٰ ایسے بچہ کو قبل ارتکاب جرائم و طغیان وفات دیدیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت رحم اُس کے والدین پر بھی ہوتا ہے چنانچہ خضر نے موسیٰ کے اعتراض پر ان کے ساتھی نے جواب دیا کہ میں نے بچہ کو اس لئے قتل کیا کہ اس کے والدین مومن تھے سو ہم ڈرے کہ کہیں یہ اپنے والدین کو بھی سرکش اور کافر نہ بنادے اس لئے انکے پروردگار نے ارادہ کیا کہ ان کو اس کے عوض کوئی اچھا بیٹا دیدے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مصیبت کے وقت دعا کرے اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا یا اللہ مجھے اس مصیبت کی تکلیف اور اس پر میرے صبر کا مجھے ثواب دے اور اس نقصان شدہ چیز کے عوض اس سے عمدہ بدلہ دے چنانچہ حضرت ابوطلحہ رض کا بیٹا جب فوت ہوا تو وہ خود گھر میں نہ تھے جب آئے تو اب لڑکے کی ماں نے ان کے حال پرسی پر کہا کہ لڑکے کے سانس آرام میں ہیں۔ اور عمدہ کھانا کھلایا اور عمدہ بناؤ سنگار کیا جس پر انھوں نے اپنی بی بی سے جماع بھی کر لیا بعد فراغت بی بی نے خاوند کو کہا اگر کوئی اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھے عند الطلب وہ چیز دینی چاہئے یا منع کرنا چاہئے تو انھوں نے کہا دیدینی چاہئے اسپر بی بی نے کہا اپنے بیٹے کی موت پر صبر کرو ابوطلحہ کو غصہ آیا کہ تو نے مجھے جنابت میں آلودہ کرکے خبر دی ہے اس جماع سے اُس کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا اور اس کے دس بیٹے ہوئے جو بڑے عالم متقی صالح تھے منجملہ ان کے ایک وہ ہیں جو حضرت امام مالک رح کے شیخ تھے۔ غرض مصائب کے آنے میں اللہ تعالیٰ کے بڑی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں۔ مصائب میں انسان اللہ تعالیٰ کیطرف زیادہ رجوع کرے اور دعا اور سچی استغفار بکثرت کرے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ استغفار صرف زبان سے استغفر اللہ کہنے کا نام نہیں بلکہ جیسے بچہ مجرم اپنے والد یا اوستاد کے آگے نہایت خائف اور اپنے کئے سے نادم ہو کر توبہ کرتا ہے اسی طرح اپنے گناہوں کو یاد کر کر اس سے آیندہ کے لئے دست برداری کا پختہ ارادہ کر لے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے کوشش کرے۔ ہاں فرمانبرداری تو تب ہی ہو سکتی ہے کہ اول فرمان معلوم ہو لہٰذا اللہ تعالیٰ کے فرمان جو قرآن مجید میں ہیں اور ان کے تفاصیل احادیث میں ہیں پڑھنی چاہئیں کہ تم بے علم ہو اور آدمی بے فرمانی سے بچ سکے۔ ورنہ خلیفے ہیں آپ لوگوں کو برابر چھ ماہ تک ترغیب دیتا رہا مگر آپ لوگوں نے فایدہ نہیں اٹھایا۔ پھر بے فرمان بچہ کو اگر باپ یا معلم کبھی تنبیہ و تادیب کے لئے مارے تو ان پر بھی کوئی ملامت ہے ہرگز نہیں بلکہ ہر ایک دانشمند اس بچہ کو ہی ملامت کریگا اسی لئے حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی غلطی کے سبب کوئی تکلیف تمکو پہونچے تو لا یلوم من الا نفسہ یعنے اپنے آپ کو ہی ملامت کرے کہ اس کا اپنا ہی قصور ہے۔ بہر حال بڑا خطرناک زمانہ آگے آنے والا ہے جس کی نسبت حضرت امام علیہ السلام بارہا پیشگوئیاں کر چکے ہیں اب وقت ہے سنبھل جاؤ ورنہ اُس وقت پچھتانا کام نہ آویگا۔ (فضل دین حکیم از قادیان ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء)

ضروری ہدایتیں

خط و کتابت کے لئے یا روپیہ بھیجنے وقت ان چند ہدایتوں کو سب احباب مدنظر رکھیں۔

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے۔ مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوٰۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی چاہئے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے۔

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید دفتر محاسب سے دی جاویگی اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے اسے خط و کتابت کر کے دریافت کرنا چاہئے۔

(۳) لنگر خانہ کا روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہئے۔ لیکن جہاں اور مدات کا چندہ ساتھ ہو۔ تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں۔ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دینگے۔

(۴) میگزین کے متعلق کُل خط و کتابت مینجر یا نائب ناظم میگزین سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط و کتابت نہ کریں مگر مضامین میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط و کتابت کریں۔

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس سے کریں۔

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کُل خط و کتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی سے کریں اور ایسا ہی وصیتیں وغیرہ بھی انہی کے نام بھیجیں۔

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط و کتابت کرتے ہیں ان کی اپنی سہولت جواب کے جلدی ملنے میں اور کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط کنندہ کے نام پر کبھی خط و کتابت نہ کریں بلکہ صرف عہدہ پر کریں جیسا کہ اوپر ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر کا خط دوسرے دفتر میں چلے جانے سے جواب میں عموماً بہت توقف ہو جاتا ہے اور خط کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

المعلن۔ محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایڈوکیٹ بمبئی میں سے

بمبئی کے ایک عطار کی رائے

ایک بیمار کی شہادت بمبئی کے بہت سے باشندوں کو فایدہ پہنچا سکتی ہے کیونکہ قدرتاً ہموطنوں کی رائے توجہ خیز ہوتی ہے یہ تحریر جو کہ جے۔ ڈبلیو۔ راجرس صاحبان۔ عطاران بھایکھلہ بمبئی کی ہے پڑھی۔ وہ کہتے ہیں ہمیں یہ سند دینے میں بہت خوشی حاصل ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے چند مریضوں میں ڈون کی بیک کے درد اور گردون کی گولیوں

کا استعمال کیا اور اُن سے نتیجہ واقعی عجیب اور عمدہ حاصل ہوا۔

ڈون کی بیک کے درد اور گردہ کی گولیاں

گردہ اور مثانہ کی کسی قسم کی شکایت کی علامت معلوم ہونے پر کھانی چاہئے۔ دوسرا کوئی سلامت طریقہ نہیں ہے کیونکہ گردوں کی بیماری خطرناک ہے اور اس سے بے خبر نہ رہنا چاہئے ڈون کی گولیاں گردوں کو طاقت بخشتی ہیں اور خون میں سے فضلہ کو دفع کر کے اس کو پاک اور صاف رکھتی ہیں جبکہ گردے خراب اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اس ضروری کام کو وہ بخوبی نہیں کر سکتے اور اس وجہ سے پشت اور اعضا میں درد۔ درد سر۔ بیخوابی۔ چکرانا۔ نظر کا کمزور یا دھندلا ہونا وغیرہ شکایات جسم کو تکلیف دیتی ہیں اور اگر گردوں کو ضروری مدد جلد نہ پہنچائی جائے تو خطرناک بیماریاں مثلاً درد پشت جلندھر۔ وجع مفاصل یعنے جوڑوں میں درد ہونا۔ عرق النسا۔ پیشاب اور مثانہ کی شکایات ہونے کا خوف ہوتا ہے۔ اس وجہ سے گردوں کے خراب ہونے کی ذرا سی بھی علامت معلوم ہونے پر ڈون کی گولیاں لینی چاہئیں۔ اس اخبار میں ہم سلسلہ وار بمبئی کے بلیبوں اور باشندوں کی شہادتیں بمبئی کی خلایق کیلئے شایع کرتے ہیں اگر آپ اس کالم کو دیکھتے رہینگے تو ضرور کسی ملاقاتی کا نام پائینگے۔ یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ براہ عنایت آپ ضرور ڈون کی گولیاں منگوائیے کہ جن کی مہربان راجرس صاحبان تعریف کرتے ہیں +

صاحب جگہ بجگہ بدبہ منافع کرکے مایوس خاطر ہو گئے ہوں انھیں قسم ہے خداوند کریم کی جبتک اسکی
آزمایش نہ کرلیں ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مجرب مرکب اپنی خوبیوں سے ہر دلعزیز ثابت ہوچکا ہے

یاقوت مروارید مرجان لشب یا کستوری زعفران

عنبر وغیرہ کا مجرب مشہور ہا مقوی نسخہ

مفرح عنبری — مفرح عنبری — مفرح عنبری

فی تولہ ۵ روپیہ قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (ص) قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپیہ قیمت ایک درجن ڈبیہ ۵۰

مفرح عنبری میں خدا تعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکی حاصل کرنیکے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے اور بڑے چھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا شہرہ وسیع پیمانے پر ہوچکا ہے۔ اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجائش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کرکے میں اسکو ختم کرتا ہوں ۔

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اس کی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہوجاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا غذا اسے خالق نے ایک نئی زندگی بخشی ہے۔ ضعف دل بےچینی۔ دلکا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی۔ وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت... [illegible] گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اس کے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے۔

مفرح عنبری جنکے اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری عیاشی۔ کثرت محنت دماغی رنج غم وغیرہ ضعف آجائے۔ اور جسم کی طاقت ہو گئی ہو ان کے لئے مفرح عنبری اکسیر کا کام دینے والا بے خطر مرکب ہے۔

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں دور کردیتا ہے۔ اس لئے امیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ سپہ سالاروں۔ ججوں۔ وکیلوں تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالج کے طالبعلموں کے لئے جنکو محنت کی تو یہی اس مونس دمفید کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک گولی منہ میں رکھ لی [illegible]

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترنجات و جواہرات کا مرکب ہے۔ اس لئے تمام وبائی امراض یا موسمی بیماریوں جو کہ آجکل ملک میں بطاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا آئندہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کیلئے اسکا استعمال ہر زن و مرد و خورد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے

مفرح عنبری حکماء اور ہائی اطباء کی خدمت میں تو اسکی اظہار کی ضرورت نہیں تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور کس موقعہ پر مفید ہوسکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دو تین ماہ کا حمل ساقط ہوجاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانیکا مرض ہو اور زیادہ خون نکلنے سے ردی حالت ہوگئی ہو یا کمی ادرار کے باعث مارے درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انھیں بلا تردد و بلا تامل ضرور اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔

مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلا سل و دق ہوں یا جنکی دماغ بجائے نکسیر یا خونی بلغم کیساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہوگیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہوگئے ہوں۔

مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے اعصابی طاقت اور دماغی طاقت بحال ہوجاتی ہے [illegible] چہرہ سرخ و پرنور ہوجاتا ہے [illegible] ترقی ہوکر دل میں سرور [illegible]

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

مکرم خان بہادر وزیر اعظم ریاست [illegible] عالیجناب مولوی محمد حسین صاحب [illegible] السلام مسنون آپ کی ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی [illegible] سید محمد شفیع [illegible]

عالی جناب خان بہادر [illegible] رئیس اعظم بدر سختی [illegible] محمد خان صاحب تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کی [illegible]

عالیجناب [illegible] صاحب [illegible]

عالی جناب نواب [illegible] بہادر برادر نواب عبد المجید خان صاحب بہادر [illegible] تحریر فرماتے ہیں [illegible]

اسی طرح سینکڑوں عالی مرتبہ معزز اصحاب نے مفرح عنبری کی تعریف کی ہے

منشی حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

[illegible] پرنٹر [illegible] کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا